Dr. Rizwana Perween

R. N College Hajipur Vaishali

B. A Part - I (Hon.)

Paper - I st

Date - 14-08-2020

Time - 5:30 P.M

Topic - Bal-E-Jibril ki Chothi Ghazal ki tashrih.

بالِ جبریل کی چوتھی غزل کی تشریح۔

بالِ جبریل کی چوتھی غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ ایک دعائیہ غزل ہے۔ جس کا پہلا شعر یوں ہے:

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!

اس شعر میں شاعر خدا سے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا میری فریاد میری التجا اثر کرے گی یا نہیں لیکن تو اسے سن تو لے۔ شاعر دوسرے مصرعے میں کہتا ہے کہ میں داد کا طالب ہرگز نہیں ہوں کیونکہ میں اس قسم کے جھنجھٹوں سے بری ہوں مجھے کسی چیز کی طلب نہیں، میں ایک آزاد منش انسان ہوں۔

یہ مشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ ستم، تیری لذتِ ایجاد!

اس شعر میں شاعر خدا سے اس کی تخلیق کردہ دنیا اور دنیا میں رونما ہونے والی مصیبتوں اور پریشانیوں کے متعلق سوال کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک طرف خاک سے بنائے گئے انسان ہیں۔ پھر اس کے لئے دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں کی آندھی۔ آسمان کی وسعت میں انسان کے لئے دکھ درد کے جھکڑ پھیلے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا۔

(2)

کہ میں کیا عرض کروں اور کیا سمجھوں کہ تیری تجلیّش کا یہ
کرشمہ ہے لطف و عنایت ہے یا کہ قہر و غضب ۔

۵ ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل!
یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مراد؟

اس شعر میں شاعر خدا باری تعالیٰ سوالیہ انداز میں
مخاطب ہے اور کہتا ہے کہ بیشک بہار نے پھول کھلائے،
لیکن باغ کی ہوا میں پھولوں کا خیمہ قائم نہ رہ
سکا۔ چند ہی روز میں کلیاں پھوٹیں کھلیں اور
مرجھا بھی گئیں ۔ اب تو ہی فرما کہ اسے فصلِ بہار
کہیں یا کہ اسے بادِ مراد سمجھیں؟

۵ قصور وار، غریب الدیار ہوں، لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!

اس شعر میں شاعر اپنے رب سے اپنی کم مائیگی اور
خرابی کا ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں بے شک
قصور وار پردیسی ہوں، جسے کہیں سے اٹھا کر یہاں
بھیج دیا گیا ہے، لیکن یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں
کہ دنیا کا ویرانہ تیرے فرشتے آباد نہ کر سکے
اسے ہم انسانوں کی ذات نے ہی آباد کیا ہے،
اور گل و گلزار بنایا ہے ۔

۵ مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد!

اس شعر میں شاعر انسان کے دنیا میں آنے کے بعد ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دنیا جو آبی و خاکی ہے اور اسے پائیداری نصیب نہیں میرے وجود سے پہلے ایک چٹیل میدان تھی۔ یعنی انسان کے دنیا میں آنے سے قبل دنیا ایک بنجر چٹیل میدان کی سی صورت میں تھی۔ آگے شاعر کہتا ہے کہ مری یعنی انسان کی محنت و جاں فشانی سے اس میں رونق اور چہل پہل پیدا ہوئی اور اسی لئے یہ مجھے دعائیں دے رہی ہے۔

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد!

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ انسانوں کی طبیعت میں شروع سے خطرے پسند ہیں۔ وہ بلاؤں اور مصیبتوں سے خوش ہوتا ہے۔ آگے شاعر کہتا ہے کہ مجھے وہ باغ ہرگز پسند نہیں جہاں کوئی شکاری گھات لگائے نہ بیٹھا ہو۔ یعنی میں نے انسان نے ہر قسم کے خطرات قبول کئے اور اس دنیا کی رونق کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اس شعر میں شاعر نے انسان کی جفا کشی اور محنت و مشقت کو ثابت کیا ہے۔

نہ مقامِ شوق تیرے قدسیوں کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیادہ!

اس شعر میں شاعر خدا سے کہتا ہے کہ مقامِ شوق یعنی عشق و عاشقی تیرے فرشتوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ عشق و عاشقی کے لیے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وہی کر سکتے ہیں جن کے حوصلے بلند اور ہمیشہ ارجمند ہوں۔ گویا عشق و عاشقی انسان صفات کا حصہ ہیں فرشتوں کے نہیں جو صرف ایک حکم بجا لا سکتے ہیں دوسرا نہیں۔

— × —